http://www.jang.com.pk/jang/nov2010-daily/13-11-2010/col5.htm
http://www.jang.com.pk/jang/nov2010-daily/14-11-2010/col7.htm

Are Afghanistan’s Parliamentary Elections Controversial (Urdu) by Rahimullah Yousafzai, Jang News, Nov 13, 2010, and Nov 14, 2010.

کیاافغانستان کے پارلیمانی انتخابات متنازعہ ہیں؟

رحیم اللہ یوسف زئی

افغانستان کے مصائب کی طویل تاریخ رہی ہے، یہاں پرانا بحران ختم ہونے سے قبل ہی ایک نیا بحران جنم لے لیتا ہے۔حالیہ پارلیمانی انتخابات اپنی شفافیت کے حوالے سے متنازع بنے ہوئے ہیں اگر مناسب طریقے سے اس معاملے کو نہ سنبھالا گیا تو یہ ایک اور بحران کی جانب لے جاسکتا ہے۔حالیہ برسوں میں افغانستان میں ہونے والے تمام انتخابات کے نتائج، دھوکہ دہی اور دھاندلی کے الزامات کی وجہ سے متنازع رہے ہیں چنانچہ 8 ستمبر کو قومی اسمبلی (وولسی جرگہ) کے لئے ہونے والے انتخابات بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے۔تاہم طالبان کی دھمکیوں کی وجہ سے بڑی تعداد میں پشتونوں نے اپنے ووٹ نہیں ڈالے جس کے نتیجے میں ہزارہ باشندوں کو کامیابی حاصل ہوگئی اور نتیجہ اسمبلی میں متوقع لسانی عدم توازن کی صورت میں ظاہر ہوا جو کہ افغانستان میں موجود مشکل صورت حال کو مزید غیر مستحکم کرنے کا ایک اور ممکنہ عنصر ہوسکتا ہے۔

پارلیمانی انتخابات کے نتائج کو حتمی شکل دینے اور ان کے اعلان میں تاخیر افغانستان میں خدشات کا سبب بنی اور پہلی دفعہ انتخابات کے دوبارہ انعقاد کا مطالبہ کیا گیا، حتمی نتائج کے اعلان سے یہ مطالبہ مزید شدت اختیار کر جائے گا۔ایک بار پارلیمانی نتائج کے ظاہر ہوتے ہی اور امیدواروں کے اپنی ہار جیت سے آگاہ ہوتے ہی احتجاج کے سلسلے میں بھی تسلسل آجائے گا۔کسی بھی ملک کے لئے انتخابات میں دھاندلی اور متنازع نتائج وہاں بے چینی کا اور جمہوریت کو کمزور کرنے کا سبب ہوتے ہیں، جنگ سے تباہ حال، غیر مستحکم افغانسان میں گو کہ دھاندلی اور مشکوک نتائج بہت زیادہ نقصان کا سبب بن سکتے ہیں اور انتخابی عمل اور جمہوری اداروں پر اعتماد کا خاتمہ ان لوگوں کو مزید طاقتور کردے گا جو ملک میں تشدد کے ذریعے تبدیلی کی کوششوں میں مصروف ہیں۔کثیر لسانی ریاست افغانستان میں سرکاری کنٹرول سے آزاد عناصر کی وجہ سے انتخابات کے ایسے نتائج جس میں آبادی میں اپنے تناسب کے مقابلے میں ایک یا کئی لسانی گروہ پارلیمنٹ میں زبردست نمائندگی حاصل کرلیں تو اس کے نتائج تباہ کن ہوسکتے ہیں۔رپورٹس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ افغانستان کے وسطی پہاڑی علاقے کی شیعہ آبادی سے تعلق رکھنے والے ہزارہ کمیونٹی کے امیدوار پارلیمنٹ کے ایوان زیریں کی 249 نشستوں میں سے 50 نشستوں سے زائد جیت سکتے تھے جنہیں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

ملک میں باقاعدہ مردم شماری تو کبھی نہیں ہوئی تاہم ایک اندازے کے مطابق افغانستان میں ہزارہ باشندوں کی 30 ملین آبادی ہے جو پوری آبادی کا کم سے کم 10 فیصد اور زیادہ سے زیادہ 15 فیصد ہے اور 50 فی صد سے زائد نشستیں حاصل ہوجانے سے ہزارہ باشندوں کو ان کے حصہ سے زیادہ پارلیمنٹ میں نمائندگی حاصل ہوجائے گی جس سے افغانستان میں طویل عرصے تک تابع رہنے والی لسانی اقلیت بااختیار ہوجائے گی۔تاہم یہ طاقت انہیں پشتونوں کی قیمت پر حاصل ہوسکتی ہے جنہوں نے نہ صرف جدید افغان ریاست کی تشکیل کی ہے بلکہ جنہیں ملک میں ایک ذی اثر طاقت کا درجہ حاصل رہا ہے جس کی مدد سے وہ ہزارہ باشندوں کو اب تک دباتے چلے آرہے تھے۔

قومی اسمبلی میں نمائندگی کے عدم توازن کو مخلوط آبادی والے تمام صوبوں میں محسوس کیا جائے گا مثلاً غزنی، وردک اور ارزگان وغیرہ جہاں پشتونوں کے ساتھ ہزارہ بولنے والوں کی نمایاں تعداد رہتی ہے۔پشتون آبادی والے علاقوں میں طالبان کی مؤثر موجودگی ہے ان علاقوں میں پارلیمانی انتخابات کے بائیکاٹ کو یقینی بنانے کے لئے انہوں نے طاقت اور ترغیب دونوں کا استعمال کیا پشتون آبادی والے ان صوبوں میں ووٹرز کے کم ٹرن آوٹ کا یہ مطلب ہے کہ غیر پشتونوں کے مقابلے میں پشتون امیدواروں کی اسمبلی میں آنے کی امید کم ہے۔غیر پشتون آبادی والے پرامن علاقوں نے نسبتاً زیادہ ٹرن آوٹ کو ممکن بنایا اور اپنی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے امیدواروں کو زیادہ ووٹ دینے کو یقینی بنادیا۔مثال کے طور پر صوبہ غزنی میں جہاں پشتونوں کی اکثریت ہے اور تعداد کے لحاظ سے ہزارہ دوسرے نمبر پر ہیں وہاں کی تمام کی تمام 11 پارلیمانی نشستوں کے نتائج کے مطابق ہزارہ کمیونٹی کے امیدوار جیت گئے اسی لئے غزنی کی اسمبلی میں پشتونوں کی نمائندگی نہیں ہوگی جو کہ یقیناً بے چینی اور اشتعال کا سبب بنے گا۔

چنانچہ پشتون امیدوار اور قبائلی عمائدین نہ صرف غزنی بلکہ دیگر صوبوں میں بھی دوبارہ انتخابات کا مطالبہ کر رہے ہیں سابق پارلیمانی انتخابات میں حکومت اور الیکشن کمیشن دعوی کر رہے تھے کہ چھ سب سے زیادہ غیر محفوظ اضلاع کے علاوہ پورے ملک میں انتخابات کا انعقاد کیا جائے گا تاہم بعد ازاں یہ ظاہر ہوا کہ 15 راضلاع غیر محفوظ اور انتخابات کے انعقاد کے قابل نہ تھے۔غزنی کے آٹھ اضلاع غیر محفوظ تھے اور یہ تمام پشتون آبادی والے علاقے تھے، قانون کے تحت پارلیمانی انتخابات کا دوبارہ انعقاد نہیں کیا جاسکتا تاہم قومی یکجہتی کا قیام اور لسانی تصادم سے گریز دیگر تمام باتوں پر مقدم ہونا چاہئے۔حامد کرزئی جنہیں امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں نے طالبان دور کے بعد صدر بنانے کے لئے منتخب کیا تھا تو اس کی بنیادی وجہ یہ حقیقت تھی کہ ان کا تعلق بھی پشتون لسانی گروہ کی اکثریت سے تھا وہ بھی قومی یکجہتی کے لئے غزنی میں دوبارہ انتخابات کرانے کے حق میں بات کرچکے ہیں وہ قومی اسمبلی میں پشتونوں کو مناسب نمائندگی نہ ملنے کے ضمنی نتائج سے بخوبی آگاہ ہیں کیونکہ یہ عمل انہیں طالبان کیمپ میں دھکیلنے کا سبب بن سکتا ہے۔

افغانستان کی قومی فوج کو پہلے ہی اپنی ساخت میں لسانی عدم توازن کا سامنا ہے اس میں پشتونوں کی نمائندگی کم ہے اور ان کی نمائندگی کا فقدان جنوبی صوبوں میں زیادہ شدید ہے جہاں طالبان کی مؤثر موجودگی ہے اور پشتونوں کی نمائندگی کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دیگر قومی اداروں میں آبادی کے تناسب سے ان کا حصہ کم ہے یہ عداوت اور عدم استحکام کا سبب ہے۔عدم تحفظ کی وجہ سے تعمیر نو اور ترقیاتی کام طالبان کے زیر اثر پشتونوں کے علاقوں میں نہیں ہوسکتا جو کہ اتفاقی طور پر روس کے قبضے اور اس کے بعد افغانستان میں امریکی مداخلت کے دوران سب سے زیادہ تباہی کا شکار رہے ہیں۔(جاری ہے)

کیاافغانستان کے پارلیمانی انتخابات متنازع ہیں؟

رحیم اللہ یوسف زئی

(گزشتہ سے پیوستہ)

انتخابات کے نتائج اکتوبر میں متوقع تھے تاہم کچھ وقت تک کے لئے نتائج کا سرکاری طور پر اعلان نہیں کیا جائے گا جس کی وجہ اقوام متحدہ کی سرپرستی میں قائم انتخابات کی نگرانی کے شعبے کی امیدواروں کی جانب سے انتخابات میں ہونے والی دھاندلی کی شکایات کے جواب میں تاخیر ہے۔ تاہم حالیہ چند ہفتوں میں انتخابات میں دھاندلی کے خلاف آواز بلند اور مستقل ہوگئی ہے حتیٰ کہ افغانستان کے لئے اقوام متحدہ کی جانب سے تعینات سفیر اسٹیفن ڈی مستورا کا کہنا ہے کہ ”انتخابات میں کھلے عام دھاندلی ہوئی ہے“۔ سب سے زیادہ شدید تنقید یقیناً ہارنے والے امیدواروں کی جانب سے کی جاتی ہے ملک کا الیکشن کمیشن جو اپنے خراب ریکارڈ کے باوجود خود کو ”آزاد“ کہتا ہے، اس نے پہلے ہی چوتھائی ووٹوں کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے تاہم اگر وہ صحیح ہوتے تو کئی صوبوں میں انتخابات میں نمایاں فرق لاسکتے تھے۔ اس فیصلے کی چند طبقوں کی جانب سے پرزور مذمت ہورہی ہے جو الیکشن کمیشن کے فیصلہ لینے کی بڑھتی ہوئی طاقت کا ثبوت ہے لیکن بہت سے امیدوار خلاف قاعدہ حرکتوں کا رونا رو رہے ہیں اور انہوں نے اس کے متعصب ہونے کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ وہ چند لوگوں کی حمایت کرتے ہیں جو ان کی فتح کا باعث بنی اس سے انتخابات کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا ہے کیونکہ 25 فی صد دیئے جانے والے ووٹ غیر قانونی تھے۔

انتخابات میں کھڑے ہونے والے بہت سے امیدوار اور ان کے حمایتی کابل اور ملک کے دیگر حصوں میں احتجاجی ریلیاں نکال رہے ہیں کابل میں صدر حامد کرزئی کے صدارتی محل کے دروازے کے باہر اکثر خاموش مظاہرہ بھی احتجاج کا حصہ رہا ہے اس امید پر کہ ان کی درخواست کی بھی کبھی شنوائی ہوگی۔ مظاہرین انتخابات کی مذمت کررہے ہیں کیونکہ وہ اسے غیر قانونی اور غیر جمہوری سمجھتے ہیں اور جورواں سال میں ہی نئے انتخابات کا مطالبہ کررہے ہیں جبکہ متوقع جیتنے والے انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں شکست خوردہ کبھی بھی نتائج کو تسلیم نہیں کرتے اور وہ بھی افغانستان جیسے ملک میں جہاں جمہوریت ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں ہے اور الیکشن ایک نیا تجربہ ہے۔ بہرحال بین الاقوامی مبصرین انتخابات کے منعقد کرانے کے طریقہ کار سے مطمئن نہیں، علاوہ ازیں افغانستان میں اہم جماعتوں کی عدم موجودگی میں کمزور جمہوری نظام اور پارلیمنٹ میں نظم وضبط کے فقدان کی اہم وجہ ہے تاہم ملک کی سیاست اور انتخابات پر فوج، پیسہ اور لسانی کارڈ اثر انداز ہونے والے فیصلہ کن عناصر ہے۔ اگست 2009ء میں ہونے والے صدارتی انتخابات جن میں کرزئی کو فتح ہوئی تھی، ان کو بھی دھوکا دہی پر مبنی قرار دیا گیا تھا اور جس میں ایک تہائی ووٹوں کو جعلی قرار دیا گیا جس سے صدر حامد کرزئی کی ساکھ متاثر ہوئی جس نے ان کے اور مغربی حامیوں کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو اور وسیع کردیا۔ تاہم ستمبر 2010ء کے پارلیمانی انتخابات میں بڑے پیمانے پر ہونے والی دھاندلی پر بڑھتی ہوئی تنقید نے افغانستان میں جمہوریت کو اختیار کرنے کی تیاری کے حوالے سے سنجیدہ سوالات کو جنم دیا ہے حالانکہ وہ اس وقت سرکشی کا شکار ہے اور ایسے میں بین الاقوامی طاقتیں کمزور افغان حکومت کو اقتدار میں رکھے ہوئے ہیں۔